علمی اعتقادی اور تاریخی
مقالات کا مجموعہ

مقالاتِ شرف قادری

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

مرتب
محمد عبدالستار طاہر

مکتبۂ قادریہ ۰ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب .... مقالات شرف قادری

تحریر .... شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

ترتیب وتصحیح .... محمد عبدالستار طاہر مسعودی

حروف ساز .... (۱) حافظ نثار احمد قادری

(۲) الحجاز کمپوزرز، اسلام پورہ لاہور فون#7154080

صفحات ۵۸۴

طباعت .... محرم الحرام ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷ء

باہتمام .... حافظ نثار احمد قادری

ناشر .... مکتبہ قادریہ، لاہور

تعداد .... ایک ہزار

قیمت .... 225 روپے

تقسیم کار

مکتبہ قادریہ

محی الدین منزل، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون نمبر 7226193

دوستوں کو کھلا کر ہم مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم جنت کے مستحق ہو گئے ہیں ——— ہم یہ نہیں سوچتے کہ:

- ——— ان تقریبات سے ہمارے اندر کیا انقلاب پیدا ہوا ہے؟
- ——— کتنا خوفِ خدا بیدار ہوا ہے؟
- ——— حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور سنت پر عمل کرنے اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کا کتنا جذبہ پیدا ہوا ہے؟

خدارا سوچئے اور کوشش کیجئے کہ ہمارے اندر کوئی صالح تبدیلی پیدا ہو، ہم ایسے کام کریں جن سے خواہشِ نفس کی تسکین نہ ہو بلکہ رب کریم راضی ہو اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو۔

اس کے برعکس اگر ہمیں دینی دارالعلوم قائم کرنے، یا اس کے ساتھ تعاون کرنے کی اپیل کی جائے، یا لٹریچر فری تقسیم کرنے والے کسی ادارے کی امداد کی درخواست کی جائے، یا کسی بزرگ عالم کی علمی و تحقیقی کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں گزارش کی جائے، یا لائبریری قائم کرنے کا مشورہ دیا جائے تو ہم پر انقباض کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور ہماری جیب سے پانچ دس روپے سے زیادہ نکلنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

سوچئے! کیا ہمارا مزاج علمی ہے؟ یا ہم جذبات کے سہارے جینے کو ہی اصلِ حیات سمجھتے ہیں؟ اغیار کی عربی کتابیں دس دس، بیس بیس جلدوں میں شائع ہو رہی ہیں اور بین الاقوامی سطح پر مقبولیت حاصل کر رہی ہیں جب کہ ہمارے ہاں عربی زبان میں ایک جلد کی کتاب کا شائع کرنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، اور اگر کوئی چھاپ ہی دے تو کوئی اسے خریدنے اور پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ہمارے بارے میں اغیار کا پروپیگنڈا یہ ہے کہ "یہ جاہلوں کی جماعت ہے"، "یہ سب جاہل ہیں" ——— آخر اس پروپیگنڈے کی وجہ کیا ہے؟ یہ وجہ نہیں کہ ہمارے علماء نے کچھ لکھا نہیں، انہوں نے لکھا اور

بہت کچھ لکھا، مختلف موضوعات پر مختلف زبانوں میں لکھا ہے لیکن بعد میں آنے والوں نے اپنے بزرگوں کے علمی اثاثے کی اشاعت کی طرف توجہ نہیں کی، مکتبے کی اہمیت کو نہیں پہچانا اور لائبریری کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ علامہ اقبال نے کس دکھ سے کہا تھا؟

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں جا کے یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم نے اجتماعی طور پر اپنے اسلاف کے تذکرے مرتب کرنے کی طرف توجہ نہیں کی، زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ اپنے پیر صاحب یا استاذ صاحب کا تذکرہ چھاپ دیا اور بس! حالانکہ شخص واحد کے تذکرے کی وہ اہمیت نہیں ہوتی جو دو چار سو شخصیات کے تذکرے کی ہوتی ہے۔

ہمیں جماعتی سطح پر اس مسئلے پر غور کرنا چاہیے کہ پاک و ہند کے علماء و مشائخ کا بین الاقوامی سطح پر اور بالخصوص عالم عرب میں جو تعارف ہے وہ مولانا عبدالحی لکھنوی سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنو (والد ابوالحسن علی ندوی) کی کتاب "نزھۃ الخواطر" (عربی) کے ذریعے سے ہے، جو کچھ عرصہ قبل بیروت سے چار جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ اسے پڑھنے والا غیر جانبدار آدمی بھی حیران رہ جاتا ہے۔ مثلاً درج ذیل لوگوں کا تذکرہ اس کی آٹھویں جلد میں موجود ہے:۔

1۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ نزھۃ الخواطر (طبع حیدرآباد دکن) ج ۸ ص ۳۴۰
2۔ حکیم نورالدین بھیروی (مرزائے قادیانی کا نفس ناطقہ) ص ۵۰۷
3۔ سید ناصرالدین لکھنوی (مجتہد شیعہ) ص ۴۸۸
4۔ حکیم مہدی شیعی لکھنوی ص ۴۸۳
5۔ محمد شاہ آغا خان گجراتی (فرقۂ آغا خانیہ کا امام) ص ۴۳۲

لیکن اس میں ذکر نہیں ہے تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کا نہیں ہے، جنہوں

نے جھوٹی نبوت کے مدعی مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹا دعویٰ پاش پاش کیا تھا ــــــ اس جلد میں صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت ۱۷ حصے و محشی شرح معانی الآثار) اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی، جنرل سیکرٹری صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، سرپرست حضرت امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری (جنہوں نے ''صحیح بہاری'' کے نام سے چھ جلدوں میں کتاب لکھی تھی جس کی ایک جلد میں تقریباً دس ہزار حدیثیں ہیں) اور اہل سنت کے سینکڑوں افاضل اور مشائخ کا تذکرہ نہیں ہے۔

ایک دفعہ مولانا قاضی عبدالنبی کوکب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی ''نزھۃ الخواطر'' پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا:

''اپنے چھوٹے چھوٹے علماء کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے اور ہمارے بڑے بڑے علماء کو اس طرح نظر انداز کیا ہے کہ ان کا نام تک نہیں لیا۔''

اگر علماء اہل سنت کا تذکرہ کیا بھی ہے تو طنز اور چوٹ کئے بغیر نہیں رہنے دیا، مثلاً: محدث جلیل حضرت مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ کیا ہے تو اس کے آخر میں لکھا ہے:

''سنن نسائی اور شرح معانی الآثار امام طحاوی پر ان کے متفرق حواشی ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ ان کا علم حدیث میں سرمایہ معمولی تھا۔''(۱)

امام احمد رضا بریلوی جن کی جلالت علمی کا اعتراف عرب و عجم کے علماء نے کیا ہے، انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے جہاں یہ کہا ہے کہ:

''فقہ اور اس کی جزئیات پر جتنا عبور ان کو تھا شاید ہی کسی دوسرے کو ہو۔''

اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ:

(۱) نزھۃ الخواطر ج ۸ ص ۵۱۷

''وہ حدیث اور تفسیر کا معمولی سرمایہ رکھتے تھے: ''قلیل البضاعۃ فی الحدیث و التفسیر''(۱)

حیرت ہوتی ہے کہ ندوۃ العلماء لکھنو کے ارباب بست وکشاد یہ پروپیگنڈا کرتے ہوئے نہیں تھکتے کہ ہم فرقہ واریت سے ماوراء ہیں، اس کے باوجود تنگ نظری کا یہ عالم؟ فیا للعجب۔

آج سے اٹھائیس سال پہلے ۱۹۷۶ء میں راقم کی کتاب ''تذکرہ اکابر اہل سنت'' جو تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے شائع ہوئی تھی، اس میں پاکستان کے ۷۸ علماء و مشائخ کا تذکرہ تھا جو اس وقت رحلت فرما گئے تھے۔

اس کی تقدیم میں بین الاقوامی ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے تحریر کیا تھا:

''اگر علماء اہل سنت کو خدا توفیق دے تو پھر پاکستان کے علماء و مشائخ اہل سنت بلکہ پاکستان و ہند کے علماء و مشائخ اہل سنت ——— نہیں نہیں بلکہ عالم اسلام کے علماء و مشائخ اہل سنت پر لکھا جائے ——— لیکن اس مہم کو سر کرنا ایک شخص کے بس کی بات نہیں، یہ ایک ادارے کا کام ہے، خدا توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین۔ (۲)

راقم نے تذکرہ کے ابتدائیہ میں لکھا تھا:

''یہ ایک ابتدائی کوشش ہے، ابھی بہت سے علماء و مشائخ کا ذکر اس میں شامل نہیں کیا جا سکا، جس کی بڑی وجہ وسائلِ معلومات کی کمی اور فرصت کی قلت ہے، خدا کرے کوئی صاحب ہمت اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے۔ (۳)

(۱) نزھۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۴

(۲) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم تذکرہ اکابر اہل سنت (فرید بک سٹال، لاہور) ص ۲۸

(۳) محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۰

علماء اہل سنت کی خدمت میں چند تجاویز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

حضرات قائدین اہل سنت واساطین علم وفضل۔ آج کا یہ اجتماع اس اعتبار سے بے مثال اجتماع ہے کہ اس میں ملک بھر کے حساس فعال اور اعلیٰ ترین دماغ موجود ہیں۔ دین اسلام اور مسلک اہل سنت کی بہار آپ ہی کے دم قدم سے ہے، ملک وملت کی فلاح و بہبود کا کوئی گوشہ آپ سے مخفی نہیں ہے۔ جناب صدر اور آپ کی اجازت سے چند اہم ترین امور کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ توجہ سے سماعت فرمائیں گے۔

(۱) ہمارے مدارس کی کارکردگی کے نتائج اطمینان بخش نہیں ہیں، مخالفین کا طریقہ کار یہ ہے کہ ہر سال صوبہ سرحد کے دیہات سے نوعمر بچوں کو سپیشل بسوں میں بھر کر اپنے مدارس میں منتقل کر دیتے ہیں۔ ہمیں ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ صوبہ سرحد اور آزاد کشمیر میں چھوٹے چھوٹے مدارس قائم کریں جہاں کثرت سے طلباء کو داخلہ دیا جائے اور پھر انہیں ترغیب دے کر بڑے مدارس میں منتقل کیا جائے۔ اور فارغ ہونے والے علماء کی باقاعدہ سرپرستی کر کے انہیں کسی بھی مناسب جگہ مقرر کیا جائے۔

(۲) ہمارے مدارس کا معیار تعلیم بھی روبہ زوال ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ مدرسین کو تدریس کے لیے اس طرح مختص کر دیا جائے کہ انہیں امامت یا کسی دوسرے کاروبار کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی نہ رہے، نیز اس طرف بھی توجہ دی جائے کہ طلباء تحصیل علم کے ساتھ باعمل، باکردار، استقامت کے خوگر اور للٰہیت کے پیکر بھی ہوں۔ اس مقصد کے لیے انہیں سیرت طیبہ، سیرت صحابہ اور تصوف سے ضرور روشناس کرایا جائے، اس سلسلے میں دوسری ضروری بات یہ ہے کہ طلباء کو تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر کی بھی تربیت دی

جائے جو طلبہ سکول کی تعلیم نہ رکھتے ہوں انہیں لکھنا سکھایا جائے اور جو سکول کالج کے تعلیم یافتہ ہوں انہیں مزید پختہ کار بنایا جائے۔ سہ ماہی، شش ماہی، سالانہ امتحانات تقریری اور تحریری دونوں طریقوں سے لیے جائیں۔ مبتدی سے لے کر منتہی تک ہر طالب علم سے ہر ماہ ایک مقالہ لکھوایا جائے تا کہ ہمارے ہاں جو لکھنے والوں کا قحط ہے وہ دور ہو سکے۔

(۳) ہمارے ہاں فن تجوید پر بھی خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ قراءت سبعہ اور عشرہ پڑھانے والے اساتذہ خال خال ہی ملیں گے، دیوبندیوں نے تجوید کے مستقل مدارس قائم کر رکھے ہیں اور ایک ایک کلاس میں بیس بیس پچیس پچیس طلباء شریک ہوتے ہیں۔

(۴) شریعت فیکلٹی اسلام آباد کے قاضی کورس میں بھی زیادہ سے زیادہ فارغ التحصیل علماء کو بھیجنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ وہاں اہل سنت و جماعت طلبہ کی تعداد برائے نام ہے۔ کل جب حکومت وہاں کے فارغ قاضیوں کو منصب قضا پر مقرر کرے گی تو ان میں غالب اکثریت دوسرے مکتب فکر کے لوگوں کی ہو گی۔

مستقبل قریب میں امید ہے کہ سرکاری سطح پر قاضیوں کا تقرر کیا جائے گا۔ اس لیے تنظیم المدارس کی طرف سے قاضی کورس کا انتظام ہونا چاہیے۔ اسی صورت میں حکومت سے قاضی کورس کی سند کی اہمیت منوائی جا سکے گی۔

(۵) ہمارے مدارس میں متعدد ایسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جو دوسروں کی لکھی ہوئی یا ان پر دوسروں کے حواشی لکھے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے طلبہ کے ذہن پر اس کا قطعاً اچھا اثر نہیں پڑتا۔ اس لیے ہمارے ماہرین تعلیم کو سنجیدگی سے اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ درسی کتب کی شروح اور حواشی میں جو باتیں مسلک اہل سنت کی مؤید ہوتی ہیں مخالفین انہیں قصداً حذف کر دیتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے اساتذہ درسی کتابوں پر شروح اور حواشی لکھنے کی طرف متوجہ کیوں نہیں ہوتے؟

(۶) الحمدللہ! گزشتہ چند سالوں میں اہل سنت کی متعدد اشاعتی ادارے معرضِ وجود میں آ گئے ہیں جو اپنی ہمت و طاقت سے بڑھ کر مصروف کار ہیں۔ شاید آپ کے علم میں نہ ہو

کہ وہ لوگ کتنی مشکلات سے دو چار ہیں۔پورے ملک میں پھیلے ہوئے مخالفین کے کتب خانے ان کی حوصلہ شکنی پر تلے ہوئے ہیں۔تحت مجبوری کے بغیر اہل سنت کی مطبوعات اپنے پاس رکھنے کے لیے تیار نہیں ہوتے،ادھر عوام اہل سنت کا یہ حال ہے کہ ان میں کتاب خوانی کا ذوق ہی نہیں ہے۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سنی ناشر اگر کوئی علمی کتاب چھاپ لیتا ہے تو اسے نکاسی کے لیے سالہا سال انتظار کرنا پڑتا ہے ــــــ درسی کتابیں اکثر و بیشتر مخالفین شائع کررہے ہیں۔اقتصادی اعتبار سے بھی یہ صورت حال خوشگوار نہیں ہے کیونکہ اہل سنت کا سرمایہ ان کی تجوریاں بھرنے اور ان کے کاروبار کے فروغ کے کام آتا ہے۔یہ غور طلب مسائل ہیں۔ان کے حل کے لیے ہر شہر اور ہر مدرسے میں ایک کتب خانہ قائم ہونا چاہیے۔

اس سے:

- ــــــ ایک تو سُنّی ناشرین کی حوصلہ افزائی ہوگی اور
- ــــــ دوسرا عوام الناس کو ان کی ضرورت کا لٹریچر بآسانی مہیا ہو سکے گا۔
- ــــــ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ مسلک کی مؤثر ترین طریقے پر تبلیغ ہو سکے گی۔
- ــــــ پھر یہ ایک نفع بخش کاروبار بھی ہے۔

(۷) ہر مدرسہ میں ایک لائبریری ہونی چاہیے جس میں نو بہ نو چھپنے والا لٹریچر محفوظ ہو، اس سے ہمیں اپنی تاریخ محفوظ کرنے کا فائدہ بھی ہو سکے گا۔آج اہل سنت کی کوئی ایسی قابل ذکر لائبریری نہیں ہے جس میں ماضی میں چھپنے والا لٹریچر محفوظ ہو۔کہیں آپ کو ''دبدبۂ سکندری''،''ماہنامہ اشرفی'' کچھوچھہ شریف،ماہنامہ''السواد الاعظم''مرادآباد، ''تحفہ حنفیہ''پٹنہ،''الفقیہ''امرتسر اور''انوار الصوفیہ''وغیرہ رسائل و جرائد کے مکمل فائل نہیں ملیں گے۔آخر کوئی شخص اہل سنت کی تاریخ لکھنے بیٹھے گا تو مواد کہاں سے حاصل کرے گا۔ مقررین، خطباء اور مشائخ کو چاہیے کہ وہ عوام الناس کو سنی لٹریچر سے روشناس کرائیں اور انہیں پڑھنے کی تلقین کریں۔

(۸) ائمہ حضرات ہر نماز کے بعد پانچ منٹ کے لیے''بہار شریعت، مکاشفۃ القلوب،

ہمارا اسلام یا دینِ مصطفیٰ'' جیسی کتاب سے مسائل پڑھ کر سنائیں، اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ عوام الناس علماء اہل سنت کی ان کتابوں سے متعارف ہوں گے، دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ دینی مسائل مربوط انداز سے عوام تک پہنچیں گے۔ تو دینی ذوق رکھنے والوں کی سیرابی ہو گی۔ آج عوام الناس بڑی کثرت سے تبلیغی جماعت کے چکر میں اسی لیے سرگرداں ہیں کہ وہ دینی مسائل اور دین کی باتیں حاصل کرنے کا شوق رکھتے ہیں اگر ان کے دینی ذوق کی تکمیل کا سامان ہمارے ہاں میسر ہو جائے تو وہ دوسری طرف رُخ نہیں کریں گے۔

(۹) ملک کی آبادی کا بڑا حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔ جماعت اسلامی نے کالجوں میں لڑکیوں کی باقاعدہ تنظیم قائم کر رکھی ہے۔ مخالفین نے لڑکیوں کی دینی تعلیم کے لیے مدارس کھول رکھے ہیں۔ گمراہی اور بے دینی کے سدِ باب کے لیے اس پہلو پر بھی توجہ دینے کی سخت ضرورت ہے۔

(۱۰) ملازمت اور تجارت سے تعلق رکھنے والے بہت سے افراد دینی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے لیے الگ نصاب تیار کرنے اور دوسرے پہر کے بعد کلاسیں جاری کرنی چاہئیں۔

(۱۱) انجمن طلباء اسلام سکولوں اور کالجوں میں اہل سنت و جماعت کے نوجوانوں کی تنظیم ہے، یہ نوجوان وسائل کے فقدان کے باوجود عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شمع فروزاں رکھنے کے لیے کوشاں ہیں۔ ان نوجوانوں کی حوصلہ افزائی وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

اولادامجاد

اہل سنت کے تنزل کے اسباب پر جب ہم غائر نظر ڈالتے ہیں تو متعدد وجوہ کے ساتھ ہمیں نظر آتا ہے کہ ہمارے بڑے بڑے علماء واکابرین کے بعد بیشتر ایسے خانوادے ہیں جہاں کوئی علم دین کا مشعل بردار نہ رہا، حتی کہ مشاہیر علماء وفقہاء کی اولاد اپنے چہروں پر بار لحیہ اُٹھانے کی قوت سے بھی عاری ہوگئی ——— جب کہ ہمارے مخالف کیمپ نے اپنے بعد خود سے بہتر ایک ایک نہیں چار چار اور کہیں ان سے بھی زائد اپنے مشن کے وارثین چھوڑے مجھ کمترین کی اس بات کی تصدیق کے لئے صرف ایک شہر کراچی کا جائزہ کافی ہوگا ——— مگر الحمد للہ اس تناظر میں ہم علامہ شرف قادری صاحب مدظلہ کو خوش نصیب پاتے ہیں کہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ حتی الامکان اپنی تمام تر صلاحیتوں سے اسلام و سنیت کی خدمت سرانجام دی۔ تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں نمایاں کام کر دکھایا۔ بلکہ اپنے صاحبزادوں کو بھی نہ صرف رسمی ورواجی عالم بنا کر چھوڑ دیا بلکہ آپ کی مساعی جمیلہ سے آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری نے پورے پاکستان کے اندر درجہ عالمیہ کے امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اسلام آباد کی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی سے ایم۔اے عربی کرنے کے بعد جامعہ ازہر مصر میں روبرو "الشیخ احمد رضا شاعرا عربیا" کے عنوان سے بڑے سائز کے سات سو بیس صفحات پر مشتمل اپنا ایم فل کا مقالہ تحریر کیا اور ازہر یونیورسٹی ہی سے علامہ فضل حق خیر آبادی کی عربی شاعری پر تقریباً پانچ سو صفحات کا مقالہ لکھ کر Phd کی سند اعزاز کے ساتھ حاصل کر کے وطن تشریف لائے۔ اور اپنے اعلیٰ عربی معیار کے مطابق تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول ہیں۔ ان کے کاموں میں سے ایک باوقار کام دمشق کے عالم ربانی شیخ محمود سعید ممدوح کے عربی رسالہ "الاعلام" کا شاندار اردو ترجمہ "اصل مراد حاضر ہی اس پاک در کی ہے" کے نام سے مکمل ہو کر اہل نظر سے خراج تحسین وصول کر رہا ہے۔